جلد ۸۲ ماہ جمادی الاول ۱۳۷۸ھ مطابق ماہ دسمبر ۱۹۵۸ء نمبر ۶

مضامین

مقالات

وفیات

مکتوبات شیخ الاسلام مولانا شمس بلخیؒ

اور

سلطان غیاث الدین بنگالہ

از جناب مولانا سید عبد الرؤف صاحب اورنگ آبادی

(سلسلہ کے لیے ملاحظہ ہو معارف نمبر ۲ جلد ۸۲)

مجموعۂ مکتوبات میں دیگر مکتوب الیہم کے علاوہ خاص، سلطان ممدوح کے نام گیارہ مکتوبات مختصر و مطول ہیں، ان میں بعض مکتوب بجائے خود ایک مقالہ اور رسالہ کی حیثیت رکھتے ہیں، مکتوبات کے ذریعہ جس طرح اور ارادتمندوں کی مولانا نے ہدایت و دستگیری کی ہے، اسی طرح سلطان کی بھی ہر منزل میں رہنمائی کی ہے، اور ہر فکر و عمل میں ایک دستور پیش کیا ہے، ان گیارہ مکتوبات سے اگر ایک طرف مولانا کے قومی و ملکی نظریے معلوم ہوتے ہیں تو دوسری طرف ہدایت و تربیت کے طریقہ پر روشنی پڑتی ہے، ان مکتوبات کے مندرجۂ مضامین بہت اختصار سے مختلف عنوانات کے تحت پیش کیے جاتے ہیں،

مطالعہ مکتوبات اور فتوحات روحانی

مجاورت حرم کے سلسلہ میں مکتوبات مرسلہ کے بار بار مطالعہ کی تاکید ہے کہ جتنی بار مطالعہ ہوگا اتنی بار فتوحات روحانی باندازِ دگر ظاہر ہوتے ہیں گے، اس سلسلہ میں کسی بزرگ کی ایک سبق آموز حکایت نقل کی ہے کہ انھوں نے اپنے استاد کے مکتوبات کا مطالعہ پانچسو بار کیا تھا، اور ہر بار اسرار و معارف نئے انداز سے ظاہر ہوتے رہے، ان مکتوبات کو مخفی اور محفوظ رکھنے کی بھی[1]

[1] از مکتوب صد و شصت و سوم

ہدایت کی ہے، چنانچہ لکھتے ہیں:

مقصود آنکہ دوم آں فرزند است کہ باطن بر وی کشاید تا ایں ہمہ اسرار بر دمی ریزم باید کہ مکتوبات من کسے را نہ نماید و ہر بار کہ کلمات من مطالعہ خواہد کرد فتوحے دیگر و فہمے دیگر خواہد بود[1]

اس کے بعد تحریر فرماتے ہیں کہ فقیر مجاورت حرم بیت کی نیت سے ہمیشہ کے لیے رخصت ہوتا ہے الموت نہالے انشاء اللہ تعالیٰ۔ آمین

سعدیا گر قدمت راہ بپایاں نرساند بارے اندر طلبش عمر بپایاں برساں

اب تو ملاقات یوم معلوم ہی میں ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ۔ قل ان الاولین والآخرین لمجموعون الی میقات یوم معلوم۔

ایک مکتوب میں مراسلت کی تاکید کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

ہر ہیمے کہ کشاید فرمائے و تعریفے در کلبۂ مکہ مبارک بر من فرستی امید وارم کہ مولائے من بر تو فضلہا و احسانہا بسیار خواہد کرد و در کشاد ہر ہیمے مرا علمے دہی،[2]

آیت کریمہ ومن یخرج[3] من بیتہ مہاجرا الی اللہ و رسولہ الخ کے زیر عنوان چند مکتوبات ہیں جن میں مختلف عنوان سے مہاجرت اور ہجرت اور دل کش و دل ربا خواب کا ذکر ہے، لکھتے ہیں کہ حرم کے کسی حجرہ میں میں آرام کر رہا تھا کہ دفعۃً حجرہ پرنور ہوگیا، اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا، آپنے نہایت شفقت سے تین بار فرمایا کہ مولانا! یہ حجرہ متبرکہ میں تم کو عطا کرتا ہوں، اس میں تم رہو اور اپنے فرزندوں کو بھی لاکر اس میں ٹھہراؤ، یہ حجرہ وہ ہے جس میں فاطمہؓ اور میں رہا کرتا تھا، اب حجرہ میں تمھیں دیتا ہوں، اس خواب دل کش کی کشش نے مجھے دیار محبوب میں پہنچایا

[1] از مکتوب صد و شصت و سوم [2] ایضاً [3] مکتوبات صد و پنجاہ و سوم و مکتوب صد و شصت و پنجم و مکتوبات صد و شصت و سوم

مولانا کے سفرِ حج کی گذرگاہ اور سلطان کی خدمت

آپ کے سفرِ حج کی گذرگاہ چٹگانوں تھی، اور جہازوں کے انتظام کی خدمت سلطان ممدوح کے ذمہ ہوئی تھی، چنانچہ لکھتے ہیں کہ

برادر اعلیٰ جمہ کہ ایں بیچارہ وداع حضرت علیا اعلاہ اللہ تعالیٰ در کنکورہ کردہ است و حالیے موسم قریب شدہ و سید بمرحمت بجانب کارکنان چٹگانوں فرمان شود کہ ایں فقیر را بادر ویشانیکہ بنیت سفر خانہ کعبہ گرد ایں فقیر جمع شدہ اند، در جہازے اول رواں دارند۔ شاہ و آل شاہ از نکبات زمانہ مصئون و اعداء شاہ مقہور و مغبون و عاقبت ہمہ بخیر و مقرون باد آمین۔[1]

سبیل اللہ کے معانی اور مجاہد کی حرمت

سبیل اللہ کے زیرِ عنوان تحریر فرماتے ہیں کہ درماندہ اور لاچاروں کے کاموں میں سعی کرنا، بھوکوں کو کھانا کھلانا، راہ میں پانی پلانے کا اہتمام کرنا، مسجدوں کی تعمیر کرنا، اور اہل و عیال کے نفقہ میں سعی کرنا وغیرہ تمام چیزیں سبیل کے تحت میں داخل ہیں، مگر اصطلاحِ شرع میں حسب ارشادِ نبوی سبیل اللہ حاجیوں اور غازیوں کی راہ کو کہتے ہیں من اغبرت قدماہ فی سبیل اللہ وجبت لہ الجنۃ۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنے عہدِ خلافت میں حضرت خالد ابن ولید کو کسی ملک و قوم پر فوج کشی کے لیے نامزد کیا اور اپنے ہاتھ سے سواری ان کے حوالہ کی، خالد بن ولیدؓ گھوڑے پر سوار ہو گئے اور حضرت ابوبکرؓ ان کے ہمرکاب پیادہ پا جنگ آزمائی کی بابت ضروری ہدایات دے رہے تھے، خالدؓ نے عرض کیا، آپ خلیفۂ پیغمبر ہیں، یہ بڑی بے ادبی ہے کہ میں سوار اور آپ پیادہ پا ہوں، آپ نے فرمایا، خالد! تمھاری حیثیت اس وقت دوسری ہے، تم جہاد کے لیے جا رہے ہو، اس لیے یہ روا نہیں کہ تم میری تنظیم کے لیے سواری سے اتر پڑو، اور میں اس وقت ایک مجاہد فی سبیل اللہ کے ہمرکاب بہ نیت جہاد راہ روی کر رہا ہوں، یہ کہکر جوتے پاؤں سے اتار کر ہاتھ میں لے لیے، اس سے

---

[1] مکتوب صد و پنجاہ و دوم [2] مکتوب صد و چہل و ششم

آپ کا منشا یہ تھا کہ اللہ کی راہ میں قدم گرد آلود ہو جائیں، اور آپ ارشادِ نبوی کے امیدوارِ رحمت ہو جائیں، پھر فرمایا، روزِ قیامت غازیوں کے گھوڑوں کے بول و براز میزانِ قیامت میں وزن کیے جائیں گے اور مجاہد کے اعمالِ صالحہ میں محسوب ہوں گے۔ آخر میں لکھتے ہیں کہ

اعتقادِ ایں فقیر آنکہ حق تعالیٰ ایں نعمت و دولت آں فرزند را مہیا و مہنا گردانیدہ است۔[1]

سیاست قومی اور ملکی کے بصائر و حکم

آیت کریمہ یا ایھا الذین اٰمنوا لا تتخذوا بطانۃ من دونکم الخ کے زیرِ عنوان سلطان ممدوح کو قومی و ملکی سیاست کے بصائر و حکم کے سلسلہ میں لکھتے ہیں کہ کفار و مشرکین کو ہرگز محرمِ اسرار بنانا نہ چاہیے، جو لوگ مصلحتِ وقت کے پیشِ نظر ان کو اپنا معتمد گردانتے ہیں انھیں خبردار ہونا چاہیے کہ یہ مصلحت نہیں، سراسر مفسدہ ہے، قرآنِ حکیم کا ارشاد ہے: لا یالونکم خبالا ودوا ما عنتم الخ یہ وہ بداندیش ہیں کہ مسلمانوں کی ایذا رسانی اور ان کے کاموں کی تخریب میں ہرگز کوتاہی نہ کریں گے، انکی تباہی و بربادی ان کی دلی تمنا و خواہش ہے، مسلمانوں کو ناصحِ مشفق کی نصیحتِ حق کو سننا اور اپنی عقلِ رکیک کو الگ کر دینا چاہیے، انھیں ایسا منصب اور عہدہ ہرگز عطا نہ کریں کہ وہ مسلمانوں کے والی و متولی بن بیٹھیں اور ان پر حکمرانی کرنے لگیں، اس کی مزید تائید اس آیۃ سے ہوتی ہے، لا یتخذ المومنون الکافرین اولیاء من دون المومنین ومن یفعل ذٰلک فلیس من اللہ شیئاً . . . . مشرکین و کفار کو مسلمانوں پر مسلط کر دینے اور حاکمانہ اقتدار دیدینے کی وعیدیں روایات میں بکثرت بڑی اور سخت ہیں، اور دشمنانِ دین و ایمان کی طرف سے جن مسلمانوں کو خطرات محسوس ہوتے ہیں، ان کے لیے من یتق اللہ یجعل لہ مخرجا ویرزقہ من حیث لا یحتسب الخ کا وعدۂ حق کافی و وافی ہے،

---

[1] مکتوب صد و شصت و سوم

مسلمانوں کی حاجت روائی | مسلمانوں[1] کی حاجت روائی اور دلجوئی بہت بڑا کام ہے، انکی اعانت اور کاربرآری کے لیے صادق مصدوق علیہ السلام نے یہ بشارت دی ہے: واللہ فی عون العبد مادام العبد فی عون اخیہ۔ جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں رہتا ہے، اللہ اس کی مدد میں رہتا ہے،

حیات طیبہ | فرزند من[2]! تو بادشاہ اور جوان صالح ہے، اور بادشاہی چند پشت سے متوارث ہے اگر تو حیات طیبہ اور دنیا اور دین کے عیش و عشرت کا خواہشمند ہے تو آیت کریمہ: من عمل صالحاً من ذکر او انثی وھو مومن فلنحیینہ حیاۃ طیبۃ کے مطالب اور مقتضا پر نظر رکھ جو مومن صالح کے لیے وعدۂ دنیا ہے، اور آخرت کی جزا کے لیے ولنجزینھم اجرھم باحسن ما کانوا یعملون کا وعدہ ہے، اے دوست دنیا میں اللہ تعالیٰ کے وعدۂ رحمت وکرامت نامحدود ہیں، ان میں سے ایک وعدہ یرزق من یشاء بغیر حساب کا ہے، انسان کے اعمال محسوب اور محدود اور اللہ تعالیٰ کی عطا و جزا بے حساب و بے کتاب ہے جب اس حقیقت کا انسان پر غلبہ ہوتا ہے تو قعر ہفت دوزخ بھی اس کو اوج بہشت بریں نظر آتا ہے، "ھنیاء لارباب النعیم نعیمھا"۔ اگر سوال کیا جائے کہ بارگاہ کریم ورحیم تک کیونکر رسائی اور باریابی اور منزل حق کیونکر طے ہو تو دوست من! دامن شرع خوب مضبوطی سے پکڑو اور اس کی پناہ ڈھونڈھو تو فتح و ظفر اور عیش نشاط گوناگوں کا معاینہ کروگے، انشاء اللہ تعالیٰ، جو شخص سورۂ تحریم یا ایھا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک سے آخر تک ایک بار یا کم سے کم ہفتہ میں ایک بار پڑھ لے گا، اس کو حق تعالیٰ حصن شرع میں باریابی بخشے گا اور اس کا خاتمہ توبۃ النصوح پر ہوگا۔ اگر کہا جائے ایسے دور فتن میں شریعت اور اس کے

[1] و [2] مکتوب صد و شصت و سوم

احکام پر گامزن ہونا دشوار ہے تو ایک عامی کی عقل رکیک میں یہ باتیں کیسے آسکتی ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ فیض الٰہی منقطع نہیں ہے، اور اس کی رحمت وقدرت اور فضل و عطا سے کچھ بعید نہیں ہے، ان ربک لذو مغفرۃ للناس علی ظلمھم وان ربک لذو فضل عظیم ورحمتی وسعت کل شیء پر نظر رکھو، ماں کی گود میں جس طرح بچہ راحت وسکون محسوس کرکے خوش ہو جاتا ہے، ٹھیک اسی طرح بندہ درِ مولیٰ پر راحت اور خوشی محسوس کرتا ہے، پس در مولیٰ پر جو لطف و خوشی حاصل ہو وہی اصلی خوشی ہے، ھنیئاً مریا۔ آخر میں لکھتے ہیں کہ

قرۃ فال آں فرزند مبارک و میمون باد بالنبی وآلہ الامجاد

صحبت اور اس کے تاثرات | ابتدائے آفرینش سے آج تک لائق قربت اور قابل صحبت خاصان خدا اور خاکساران جہاں متقی و صالح رہے ہیں، نہ کہ وہ دنیدار جو حرص وطمع میں پڑکر بندگان خدا کو شریعت مصطفوی اور رضائے الٰہی کی راہ سے گمراہ کرکے غیر شرعی رسوم میں الجھاتے ہیں جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے، وما اموالکم ولا اولادکم بالتی تقربکم عندنا زلفیٰ الا من آمن وعمل صالحاً۔ اور ان اکرمکم عند اللہ اتقکم۔ پس مرافقت اور مصاحبت کے قابل صرف متقی و صالح ہی ہیں، صحبت کے اثر کی زندہ مثال سلطان فیروز شاہ دہلی کی ہے، جس نے بہت سے خاصان خدا و خاکساران جہاں کو دیکھا اور اکثر مشائخ طریقت کو پایا، اور سید جلال الدین بخاریؒ کی چند روزہ صحبت کے اثر سے اس کو زیادہ فائدہ پہنچا، چنانچہ یہ اس کی عادت تھی کہ جب وہ غصہ کی حالت میں کسی کو قتل کردینے کا حکم دیتا تھا تو اسکے نفاذ سے پہلے اعتراف قصور کرلیتا اور معذرت خواہ ہوتا کہ وہ دراصل حکم ہی نہ تھا بلکہ میں نے محض غیظ و غضب میں یہ باتیں کہہ دی تھیں، اور اب میں اس حکم سے رجوع کرتا ہوں،

[1] مکتوب صد و شصت و سوم

غرضکہ اہم فیصلوں اور حکموں پر غور و فکر کے ساتھ نظر ثانی کرتا، اور مفتیان شرع سے اس کے متعلق فتویٰ حاصل کرنے کے بعد حکم صادر کرتا، اور حکم دیتے وقت کہتا کہ خداوندا بندۂ فیروز حکم نہیں دے رہا ہے، بلکہ تیری شریعت حق حکم دے رہی ہے، دہلی میں سید نجاری کی تشریف آوری کے وقت شاہ ممدوح نے منادی کرادی تھی کہ بندہ فیروز پر جو بھی دعوی رکھتا ہو وہ آئے اور میرا دامن پکڑ کر دعوی کرے، میں اس کی سماعت کے لیے تیار ہوں، تہجد اور نماز چاشت کی پابندی سلطان کو سید موصوف ہی کے طفیل میں حاصل ہوئی، اور بھی اس قسم کے بہت فیوض و برکات ان سے حاصل کیے۔

آخر مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں کہ

آں فرزند را خدا تعالیٰ عمر دراز بخشد و رہبری کلمات من او را اگیرا ‌ ‌ او را نافع تر آمد

فقراء کی محبت اور آداب محبت فرماتے ہیں[1] کہ فقراء اور درویشوں کی محبت اور ان کی ملاقات کا شوق اللہ تعالیٰ کی محبت اور لقا کا شوق ہے، جب محبت کمال کو پہنچتی ہے تو محبوب کے در و دیوار بلکہ اس کے کتے سے بھی محبت ہو جاتی ہے، مجازی محبت، محبت حقیقی کا دیباچہ ہو میوہ محبت ابھی خام ہے، جب پختہ ہوگا تو بادشاہ عزیز اس سے متمتع ہوگا، والذین اٰمنوا اشد حباً للہ[2]، مخلص مومنوں کی شان ہے، مگر درویشی درویشوں کی دوستی ہی سے حاصل ہوتی ہے، کسی اور عمل سے اس متاع گرانمایہ کا حاصل ہونا دشوار ہے، اور درویشوں کی دوستی خدا کی دوستی ہے، جو ان کا دوست ہوا وہ ان ہی کے ساتھ ہے اور رہے گا، اور جو ان کے ساتھ ہے وہ خدا تعالیٰ کے ساتھ ہے، دوستی ہی قبولیتِ اعمال کی شرط اول ہے، پس ضرورت ہے کہ اس گوہر گرانمایہ کو حاصل کرنے کی سعی کرو کہ سرمایۂ کونین یہی ہے، بہت ہشیاری و بیداری سے

---

[1] مکتوب صد و شصت و سوم [2] جو ایمان والے ہیں وہ خدا کے سب سے بڑے دوست دار ہیں۔

کام لو، ایسا نہ ہو کہ دل دنیائے دنی کی محبت سے آلودہ ہو جائے، محبت مولیٰ اور یاد مولیٰ کا مقام پاک دل ہی ہے، اس پاک مقام کو مزبلۂ دنیا بنانا ایسا ہی ہے جیسے کعبہ میں بت پرستی کرنا، نعوذ باللہ۔

فردا کہ خاک مردہ بحشر آدمی کند ‌ ‌ ‌ ‌ اے باد خاک من مطلب جز بکوئے دوست

جو محب آج اپنے محبوب کے ساتھ ہے، فردائے قیامت میں بھی اس محب کا حشر اپنے محبوب ہی کے ساتھ ہوگا، اگرچہ ان میں سے ایک مغرب میں ہو اور دوسرا مشرق میں۔ لا بعد مع المحبۃ محبت میں دوری کا کوئی سوال نہیں،

رزق جسمانی اور رزق روحانی ارشاد ہے کہ "نحن قسمنا بینھم معیشتھم الخ" جس طرح اجسام کے لئے رزق ہے اسی طرح ارواح کے لیے بھی ہے، اگر جسمانیات میں علی الموسع قدر رہٗ و علی المقتر قدر رہٗ کی تقسیم و تفریق ہے، تو روحانیات میں بھی ہے، جس دل کو دنیائے دنی کے حرص و ہوا سے معمور کر دیا ہے، اس کو نعمائے آخرت سے اتنا تنگ کر دیا ہے کہ وہ ہوا و ہوس کے مزبلہ میں پھنسا اور دھنسا ہوا ہے، اور جس دل میں آخرت کی محبت اور آخرت کا ذوق و شوق دیا ہے، وہ دوسری طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے، محبان آخرت دنیا میں رہ کر بھی ہنگامۂ دنیا سے بیگانہ اور لطف دنیا سے بے ذوق ہوتے ہیں، ان کا رجحان صرف آخرت اور اہل آخرت کی طرف ہوتا ہے، اور فقراء و درویشوں سے ان کو محبت اور احسان و اخلاص سے ذوق ہوتا ہے، اور وہ قسمت روحانی سے بہرہ ور ہوتے ہیں، ان کے علاوہ مخلصین کی ایک جماعت ہے جنھیں خاصہ کہتے ہیں، ان کے قدم دنیا میں ہوتے ہیں اور سر عرش آخرت سے لگا ہوتا ہے، خمخانۂ عشق و محبت کی غیبی شراب ان کا رزق ہے،

زہد اور زاہدانہ زندگی انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی وہ ذوات مقدس جن کو اللہ تعالیٰ نے

نے نبوت کے ساتھ سلطنت وحکومت سے بھی نوازا ہے، ان کی زاہدانہ زندگی کو آیات وروایات سے پیش کرکے سلطان کی تعلیم و تربیت فرماتے ہیں کہ حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمانؑ اور حضرت یوسفؑ علیہم السلام کی نبوت اور خلافت ارضی پر یا داؤد انا جعلناک خلیفۃ فی الارض الخ اور ورث سلیمان داؤد الخ اور کذالک مکنا لیوسف فی الارض الخ کی آیات شاہد ہیں، مگر ان کی زندگی یہ تھی کہ حضرت داؤد علیہ السلام درویشانہ خرقہ پہنکر شہر میں گشت کرکے پوشیدہ طور پر لوگوں سے دریافت کیا کرتے تھے کہ تمھارا حاکم کیسا ہے؟ رعایا کے ساتھ اس کا برتاؤ وسلوک کیسا ہے؟ ایک شب کو ایک اجنبی سے دریافت کیا کہ حاکم وقت کے بارہ میں تمھارا خیال کیا ہے، اس نے جواب دیا وہ برا تو نہیں ہے، اچھا ہی ہے، مگر اپنا اور اپنے اہل وعیال کا نفقہ محنت کرکے حاصل کرنے کے بجائے بیت المال سے لیتا ہے، یہ اجنبی حضرت جبرئیل علیہ السلام تھے، جو انسانی شکل میں حضرت داؤد علیہ السلام کی تنبیہ کے لیے بھیجے گئے تھے، یہ جواب سنکر حضرت داؤدؑ گھر پہنچے تو گریہ وزاری شروع کردی اور بارگاہ بے نیاز میں عرض کی، بارالہا یہ بندۂ بیچارہ کوئی پیشہ نہیں جانتا تو ہی بتا کہ وہ کون پیشہ اور کیونکر حاصل کرے، خدائے مجیب نے دعا قبول فرمائی اور لوہاری کی تعلیم دی، جیسا کہ ارشاد باری ہے، والنا له الحدید ان اعمل سبغت وقدر فی السرد الخ چنانچہ آپ نے زرہ سازی کا پیشہ اختیار کیا، ایک طرف کسب معاش کا یہ حکم تھا، دوسری طرف کسب آخرت کے لیے اعملوا صالحا الخ کا حکم ہوا، حسب ارشاد عز اسمہ وتعالیٰ وورث سلیمان داؤد اور وحشر لسلیمان جنودہ من الجن والانس والطیر، ولسلیمان الریح الی ومن الجن من یعمل بین یدیہ باذن ربہ اور نیز ومن الشیاطین من یغوصون له الخ، حضرت سلیمان علیہ السلام کی حکومت جن وانس، وحوش وطیور اور بحر و بر سب پر چھائی ہوئی تھی،

اس کے باوجود آپ روزانہ ایک زنبیل اپنے ہاتھ سے تیار کرکے دو روٹیوں میں بیچتے تھے، ایک روٹی تو اسی جگہ صدقہ کردیتے اور دوسری روٹی کسی محتاج مسکین یا مہمان کے ساتھ کھاتے۔

خود سلیماں گرچہ چنداں کار داشت — از زمیں تا عرش گیر و دار داشت

مسکنت را قدر چوں بشناخت او — قوت از زنبیل بافی ساخت او (عطار)

حضرت یوسف علیہ السلام جن کے بارہ میں نحن نقص علیک احسن القصص الخ اور کذالک مکنا لیوسف فی الارض الخ وارد ہے، شاہانہ اقتدار اور دولت کی فراوانی کے ساتھ زاہدانہ زندگی بسر کرتے تھے اور رعایا میں عدل وانصاف کرتے تھے، ہمارے پیغمبر مصطفی علیہ الصلوۃ والسلام کی زاہدانہ زندگی ان سب سے جداگانہ اور نمونہ تھی، آیت کریمہ ما لھذا الرسول یاکل الطعام ویمشی فی الاسواق الخ کے ماتحت بعض مفسرین یہ روایت نقل کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سادہ اور فقیرانہ زندگی پر کفار فقر وافلاس کا طعنہ دیتے تھے، اس طعنہ پر اللہ تعالے نے فرشتہ کے ذریعہ آپ کے پاس دنیا کے خزانوں کی کنجیاں بھجوائیں اور یہ پیام کہلایا کہ آپ کو اختیار دیا جاتا ہے کہ آپ نبی عبد اور نبی ملک میں سے جو بننا پسند فرمائیں اس کو اختیار کرلیں، اس سے آپ کے نعمائے جنت میں کسی قسم کی کمی نہ ہوگی، اس وقت حضرت جبرئیل امین علیہ السلام حاضر خدمت تھے، آپ نے ان سے مشورہ طلب کیا، انھوں نے زمین کی طرف اشارہ کیا، یعنی زمین کی طرح تواضع اختیار فرمائیں، اس مشورہ پر آپ نے فرمایا کہ نبی عبد ہی بننا پسند کرتا ہوں، اس جواب پر حضرت جبرئیلؑ نے آپ کو مبارکباد دی کہ حضور نے وہی پسند فرمایا جو مولیٰ کی مرضی تھی، اس طرح آپ نے دنیاوی دولت وثروت پر فقر وفاقہ کو ترجیح دی، آپ کی سادگی کا یہ حال تھا کہ گھر میں جھاڑو دینے اور چکی چلانے میں کنیز کا ساتھ دیتے، چولھا خود جلاتے، چٹائی اور بوریے پر آرام فرماتے، معمولی لباس زیب تن فرماتے، ازار نصف ساق کا پہنتے، گھر کی ضروریات کی فراہمی کے لیے خود

بازار جاتے اور سامان خرید کر لاتے، یہ آپ کا خلق عظیم تھا، صحابہ کرامؓ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے آپ کے خلق کی بابت استفسار فرمایا، آپ نے جواب دیا کہ کان خلقہ القرآن۔

روایت ہے کہ ایک روز محمد مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام دونوں ہاتھوں سے کسی ایسی چیز کو ہٹا رہے تھے جو نظر نہ آتی تھی، حضرت ابوبکر صدیق اکبرؓ نے پوچھا، یا رسول اللہ آپ کس چیز کو ہٹا رہے ہیں، کوئی چیز سامنے نظر نہیں آرہی ہے، فرمایا، دنیا آراستہ ہو کر میرے سامنے آئی تھی کہ میں اس کو قبول کر لوں، اسی کو ہٹا رہا تھا، جب وہ مایوس ہوگئی تو کہا خدا کے رسول میں آپ کے سامنے تو نہ آؤں گی مگر آپ کی امت کے سامنے سے ہرگز نہ ہٹوں گی،

روایت ہے کہ ایک روز حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں کوئی اچھی چیز پیش کی گئی تو آپ نے ذکر فرمایا کہ یہ وہی دنیا ہے جو مجھ سے دور نہیں ہوئی ہے، اللہ تعالیٰ نے وعد اللہ الذین اٰمنوا وعملوا الصلحٰت لیستخلفنهم فی الارض الخ میں امت محمدی سے خلافت و حکومت کا جو وعدہ فرمایا تھا، وہ آج تک پورا ہو رہا ہے، اور انشاء اللہ آئندہ بھی پورا ہوتا رہے گا، اس مکتوب کے آخر میں فرماتے ہیں

بحمد اللہ ایں رکن زین بادشاہ برخوردار ابداد وایں ملک ظاہر است واز ملک باطن اخلاق حمیدہ محبت مشائخ وعلما بالغاً مابلغ وجود وسخا وشجاعت وہمم عالیہ کر ان اللہ یحب معالی الامور ویکرہ سفسافہا ذات مبارک مجموعۂ صفات سینہ گردانید

اشکروا نعمۃ اللہ لان شکرتم لازیدنکم

حقیقت درویشی اور درویش حقیقی

آیات: فمن الناس من یقول ربنا اٰتنا فی الدنیا وماله فی الاٰخرة من خلاق ومنهم من یقول ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنة وفی الاٰخرة حسنة وقنا عذاب النار، اولٰئك لهم نصیب مما كسبوا الخ

کے زیر عنوان لکھتے ہیں کہ اہل دنیا[1] میں سے بعض دنیا اور صرف دنیا کے طالب اور بعض دنیا و دین دونوں کے طالب ہیں، اول الذکر مردود و مذموم اور دوسرے مسعود و محمود ہیں۔ لهم نصیب مما كسبوا[2] کی تشریح میں لکھتے ہیں کہ ملک آخرت کی دولت مشقت و تعب کے بغیر تو حاصل ہوتی نہیں ہے۔

سعدی جفا نبردہ چہ دانند قدر یار | تحصیل کام دل بہ تگاپوے خوشتر است

طالبانِ آخرت کی تین قسمیں ہیں، ایک عوام مومنین جن کو لا الہ الا اللہ کا اقرار زبانی اور تصدیق دلی حاصل ہے، دوسری خواص مومنین یعنی عُبّاد و زہاد، تیسرے اہل اللہ اور خاصان خدا جو ترک دنیا کے ساتھ آخرت کے سامنے بھی سر نہیں جھکاتے بلکہ دنیا و آخرت دونوں سے آگے بڑھ کر انبیاے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے زیر قدم سر رکھتے اور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نقش قدم پر سر کے بل چلتے ہیں

زاہداں اندر جہاں خود کارشاں دارند نیک | باکباز راہ او را باز کارے دیگر است

دنیاست بلاخانہ وعقبیٰ ہوس آباد | ما حاصل ایں ہر دو بیک جو نشانیم

خاصان خدا کی بھی دو حیثیتیں ہیں، ایک جماعت اپنے کو گوشۂ گمنامی میں اس لیے رکھتی ہے کہ گرد و غبار دنیا اور دنیا دار ان کے دامن عزت تک پہنچ نہ سکیں، دوسری جماعت خلق خدا کے درمیان رہنے پر مامور ہے تاکہ مخلوق خدا ان کے ظاہر و باطن سے برکات حاصل کرے، اور انکی صحبت اور پیروی سے سالک راہ ہو سکے، بے شبہ علوم شرعیہ اور صلوٰۃ و صوم تلاوت قرآن کا مشغلہ مستحسن اور ضروری ہے، مگر خاصان خدا کی شان کچھ اور ہی ہے، جو عباد و زہاد کو بھی نصیب نہیں،

درویش وہ ہے جس کو ماسوا اللہ سے تعلق نہ ہو، جس کا دل دنیاے دنی سے اس طرح وابستہ

[1] مکتوب صد و ہفتاد و نہم [2] یہی لوگ ہیں جن کے لیے ان کے کاموں کا حصہ یعنی اجر نیک تیار ہے۔

ہو کر وہ مطلوب و مقصود بن جائے وہ ہرگز درویش نہیں ہے، ہمارے پیر طریقت فرماتے ہیں کہ درویش کی صفت یہ ہے کہ وہ نہ بہشت پر بار ہو نہ اس کے دل میں غبار ہو اور نہ کسی چیز سے اسکو سروکار ہو، بس ایک ہی ذات کی یاد سے آسودہ اور آرمیدہ ہو، یہی درویشی ہے، اور یہی سلطانی ہے، اس جہان اور اس جہان کی حقیقی سلطانی اسی کے دولت فتراک سے وابستہ ہے، اور بندہ اسی جماعت کے آستانہ کا خاک پوش ہے،

من از چہ از رخِ تو ہجو چشم بد دورم ہزار ہجو منِ سوختہ سپندِ تو باد

درویش وہ ہے جو ہر چیز سے کنارہ کش اور بے تعلق ہو، اس حقیقت کو آیت کریمہ للفقراء المہاجرین الذین اخرجوا من دیارھم واموالھم یبتغون فضلاً من اللّٰہ ورضوانا میں تلاش کرنا چاہیے، اس جماعۃ اللہ کا طرۂ امتیاز یبتغون فضلاً من اللّٰہ ہے، وہ رضوان اللہ کا طالب ہے اور بس، عارف رومی اسی روحانی دولت کی بابت فرماتے ہیں:

خواجہ سلامٌ علیک ملک بقا یافتی آنچہ ز جان خوشتر است خواجہ کجا یافتی

ہمتو سلام علیک ہمتو علیک السلام طبل خدائے بزن کیں ز خدا یافتی

عزیز من! خوب اچھی طرح غور کر لو، جب اغیار سے ترک تعلق کمال کو پہنچتا ہے جبھی محبوب سے پیوستگی کمال کو پہنچتی ہے، بس اس کو مختصر لفظوں میں یوں سمجھو کہ درویشی الانقطاع عما سوا ہے اور بس، حضرت شیخ قدس اللہ سرہ کی تقریر دلپذیر اس موقعہ کی یہ ہے کہ حقیقی درویش وہ ہے جس میں چار صفتیں ہوں، شریعت، طریقت، حقیقت، معرفت۔ شریعت درویشی کا علم، طریقت اس کا قدم (عمل) حقیقت اس کا حال اور معرفت اس کا کمال ہے، درویش میں اگر یہ چاروں صفتیں پیدا نہ ہو سکیں تو کم سے کم درویشی کا علم تو بہرحال ضروری ہی،

اگر تنگ شکر خرید می نتوانم . . . . بارے مگس از تنگ می رانم

آخر میں فرماتے ہیں:

"این مکتوب بطریق رسالہ درویشی نوشتہ ام تا بر شاہ یادگار این غریب نماند عاقبت دشما ہمہ مسلمانان باد"

تربیت روحانی اس عنوان کے تحت میں مختلف قسم کے مضامین اور تعلیمات ہیں، اور اس کی ابتدا احکام شریعت سے ہوتی ہے، فرماتے ہیں کہ وضو کا آغاز اور اختتام شہادتین پر ہونا چاہیے، وضو میں آداب وضو کا لحاظ ضرور ہے، حتی الامکان وضو اپنے ہاتھوں سے کرنا چاہیے اور اثنائے وضو میں کسی سے کلام نہ کرنا چاہیے، اور سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر اور استغفر اللہ الذی لا الہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ کے کلمات ورد زبان رہنا چاہئیں، وضو کے بعد ہی دوگانہ تحیۃ الوضو ادا کرنا چاہیے، اور سجدہ میں امیدوار قبولیت کی دعا کرنا چاہیے، پنجگانہ نماز کے علاوہ چاشت اور تہجد بھی پڑھنا چاہیے، بعد مغرب دوگانہ نیت حفظ الایمان اس طرح ادا کرنا چاہیے کہ ہر رکعت میں بعد فاتحہ اخلاص سات بار، معوذتین ایک ایک بار اور یا حی یا قیوم ثبتنی علی الایمان تین بار پڑھی جائے، حضرت شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ کے حوالے سے غیر معین اوقات میں دوگانہ نماز حاجت کی تاکید کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ نماز حاجت کے برکات و ثمرات بیحد ہیں، بندہ نے جنکو خود محسوس کیا ہے اور بارہا محسوس کیا ہے، اور اپنے مولیٰ سے جو کچھ طلب کیا ہے پایا ہے، یہ نماز کلید فتح و ظفر ہے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ سات بار اور سورۂ کافرون ایک بار، اور دوسری رکعت میں فاتحہ سات بار اور سورہ نصر اللہ ایک بار اور قعدہ اخیرہ میں درود ابراہیمی پڑھکر سورہ بقرہ کی آخری آیتیں ربنا لا تواخذنا سے آخر تک پڑھی جائیں، اس کی سند حضرت شیخ کے حوالہ سے بیان کی ہے،

سورۂ کہف کے متعلق لکھتے ہیں کہ روزانہ اس کی تلاوت ہو سکے تو بہت بہتر ہے، ورنہ دوسرے دن،

اگر یہ بھی نہ ہوسکے تو ہفتہ میں ایک بار، جمعہ کو ضرور تلاوت کیجائے، روزانہ تلاوت کے بہت فوائد ہیں، اس سے دل خوش وخرم، توانا اور قوی اور زندگی خوشگوار رہے گی، اور کل کام خاطر خواہ انجام پاتے رہیں گے، انشاء اللہ۔ اسی طریقہ سے مختلف سورتوں کے فوائد بیان فرمائے ہیں،

علم نافع اور علم ضار

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا اللّٰھم انی اسئلک علما نافعا کے ورد کی تاکید فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ آپ نے "اعوذ باللّٰہ من علم غیر نافع" یعنی علم غیر حسن وعلم ضار وعلم قبیح سے تعوذ فرمایا ہے اور "والذین اوتوا العلم درجات" اور "انما یخشی اللّٰہ من عبادہ العلماء" میں علم سے مراد علم نافع وحسن اور "یعلمون ظاھرا من الحیوۃ الدنیا وھم عن الآخرۃ غافلون" میں علم ضار وقبیح مراد ہے، علوم ضار میں بعض تو سراسر کفر اور زینۂ کفر ہیں، اوامر ونواہی، حلال وحرام کا علم علم حسن ہے، "والذین اوتوا العلم درجات" کا منشا درجات علم ہیں، اور وفوق کل ذی علم علیم کا مفہوم یہ ہے کہ قلب کا علم قالب اور جسم کے علم سے بدرجہا بہتر ہے، علم صلوٰۃ یعنی رکوع وسجود اور قرأۃ وتعدیل اور ارکان نماز کا علم جسم سے متعلق ہے، اور حسب ارشاد نبوی "المصلی مناجی ربہ۔ نماز میں مولیٰ سے راز ونیاز" "واعبد ربک کانک تراہ" میں خشوع وحضور قلب "وما امروا الا لیعبدوا اللّٰہ مخلصین لہ الدین حنفاء" میں نفس ونفسانیت کی آلائشوں سے پاکی اور اخلاص علم قلب ہے، اور یہ علم ہدایہ اور بزدوی میں نہیں بلکہ صاحبان دل کے آستانہ سے ملتا ہے، علوم قلب کی کوئی حد وانتہا نہیں ہے

لایجوز دیجوز تا اجل است — علم عشاق را نہایت نیست (رومی)
ایں ہمہ علم جسم مختصر است — علم رفتن براہ حق دگر است (سنائی)

اور "ربنا علیک توکلنا والیک انبنا والیہ واتقوہ" اور "ربنا علیک توکلنا والیک انبنا" "والذین آمنوا اشد حبا للّٰہ" خاص انبیاء علیہم السلام کا علم ہے اور یہ علوم ارباب قلوب سے متوارث ہیں،

العلماء ورثۃ الانبیاء سے مراد یہی ارباب قلوب ہیں، اور ان للقرآن ظاھرا وباطنا سے مراد وہی علم قلب ہے، اس لئے تلاوت قرآن میں غور وفکر کرنا چاہیے کہ اسرار قرآن ظاہر ہوں،

توبہ اور استغفار

روحانی تربیت کے سلسلہ میں توبہ واستغفار کی بھی ہدایتیں ہیں، توبہ واستغفار کی تشریح وتوضیح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ حضرت شیخ قدس سرہ العزیز فرماتے تھے کہ ایک بزرگ فرمایا کرتے تھے امت محمدی کو دو نعمتوں سے امان وپناہ حاصل تھی اور اب بھی ہے، ایک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت، دوسری استغفار، ایک نعمت تو ہمارے درمیان سے اٹھ چکی، دوسری باقی ہے اور اس کا دروازہ اس وقت تک کھلا رہے گا جب تک مغرب سے آفتاب طلوع نہ ہوگا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے بعد استغفار فرمایا کرتے تھے اور ہر روز ستر بار استغفار فرماتے تھے، فتح مکہ کے بعد جب سورۂ نصر کا نزول ہوا تو استغفار کی تعداد سو بار کردی، بخاری کی ایک روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی نے عرض کی کہ حضور مجھے استغفار کے کلمات تعلیم فرمائیں جن کو میں نماز کے بعد پڑھا کروں، آپ نے فرمایا: اللّٰھم انی ظلمت نفسی ظلما کثیرا ولا یغفر الذنوب الا انت فاغفرلی مغفرۃ من عندک وارحمنی انک انت الغفور الرحیم۔ توبہ واستغفار کے بہتیرے فوائد وبرکات ہیں، اس سے گناہوں کی مغفرت ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ بندے کے عیوب پر پردہ ڈالتا ہے، دل کو راحت اور روح کو سرور حاصل ہوتا ہے، مشکلات حل اور رزق حلال میں وسعت ہوتی ہے

سلطان پر مولانا کی توجہ خاص

سلطان مولانا موصوف کے مخلص اور مجاز مریدوں میں تھا، مولانا نے اس کو جبہ وعمامۂ خاص اور حضرت شیخ مخدوم جہاں قدس سرہٗ کا آئینہ خاص عطا فرمایا تھا، فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ جب جبہ ودستار سے آراستہ ہوجاتے تو فقیر آئینہ پیش کرتا اور آپ اسمیں روئے مبارک دیکھتے، آپ کے وصال کے بعد یہ متبرک آئینہ گم ہوگیا، پھر ایک مدت کے بعد وہ دبلیند

آئینہ کسی نے لاکر فقیر کو دیا، اس لیے فقیر کے لیے وہ نعمت کبریٰ اور تبرک عظیم ہے۔ ارشاد فرماتے ہیں کہ

ہماں آئینہ بحضرت شاہ ارسال کردہ شد ایں نعمت و برکت شاہ ارزانی بود،

روشنیہا دہد دینا و دنیاً ان شاء اللہ تعالیٰ، طفیل آں آئینہ دستار و یارانی کہ روز جمعہ

پوشیدہ بودم فرستادہ ام

سلطان کی مدت حکومت اور شہادت

ایک روایت کے مطابق سلطان نے سات سال چند ماہ اور ایک روایت کے مطابق سولہ سال پانچ مہینے عدل و انصاف سے حکومت کرنے کے بعد ۸۲۵ھ میں راجہ کانس (گنیش) زمیندار بھٹوریہ بنگالہ کے ہاتھوں جام شہادت نوش کیا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

گلہائے پریشان

از دامنہ الیاس احمد (ریٹائرڈ ڈسٹرکٹ جج) ضخامت کتاب ۵۰۰ صفحات،

تقطیع بڑی، قیمت: ۲ روپے ۵۰ نئے پیسے۔ ملنے کا پتہ: کتابستان الہ آباد

"گلہائے پریشاں" فارسی اور اردو شعراء کے چوٹی کے کلام کا بے مثل گلدستہ ہے، آغاز عشق سے انجام عشق تک جتنے مراحل پیش آتے ہیں، ان کے متعلق سرخیاں قائم کی گئی ہیں اور چیدہ چیدہ متحد المضامین اشعار ہر سرخی کے تحت میں تقدم اور تاخر کے لحاظ سے درج ہیں۔ مراحل محبت کی سرخیوں کے علاوہ خمریات، مذہبیات، اخلاقیات وغیرہ کے متعلق سرخیاں ہیں۔ اگر کسی شعر کے متعلق کوئی لطیفہ ہے تو وہ بھی درج کر دیا گیا ہے اساتذۂ سابق کی عکسی تصویریں بھی کتاب میں شامل ہیں، اردو ادب میں یہ کتاب ایک دل کش و دلفریب اضافہ ہے۔ اہل ذوق ملاحظہ فرمائیں۔ ع شنیدہ کے بود مانند دیدہ۔